بسم اللہ الرحمان الرحیم

محترمی و مکرمی مفتی صاحب دام اقبالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "عرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من سورۃ او آیۃ من القرآن اوتیھا رجل ثم نسیھا" او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسی حدیث شریف کی روشنی میں کیا اُن لوگوں کا بھی شمار بھلا دینے والوں میں کیا جائے گا جو ابھی قرآن مجید یاد کر رہے ہوں؟ کیونکہ یاد کرنے کے دوران ایک دفعہ تو پکا ہو جاتا ہے پھر جب آگے یاد کرنے لگتے ہیں تو پچھلی منزل کچی ہوتی جاتی ہے، دہرائی کرنے کے بعد بھی اور آگے بڑھنے کی صورت میں پیچھے کسی قدر کمزوری آجاتی ہے یہاں تک کہ پورا قرآن مجید یاد کرنے کے بعد کئی دفعہ گردان کی جائے، اس کے باوجود بھی بیشتر حفاظ کو رمضان شریف میں سنانے کیلئے اسی حد تک دفعہ دہرانا پڑتا ہے۔

براہ مہربانی اس حدیث شریف کی مکمل وضاحت فرما دیں اور اس وعید کا اطلاق کس قسم کے بھلانے والوں پر ہوتا ہے۔ مزید یہ بھی ارشاد فرما دیں کہ ایک شخص جس کا حافظہ کسی قدر کمزور ہو، لیکن قرآن مجید یاد کرنے کا بہت شوق ہو، شروع میں یاد بھی ہو جاتا ہو اور رمضان شریف میں باقی دنوں، مہینوں کی نسبت زیادہ دہرائی کر کے تراویح بھی سنا لیتا ہو لیکن بعد میں معاشی اور دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے اتنی دہرائی نہ کر سکتا ہو لیکن بالکل غفلت نہ کرتا ہو مثلاً دن میں ایک آدھ سپارہ دہراتا ہو، تو ایسے شخص کو مزید قرآن مجید یاد کرنا جائز ہے؟

بینوا توجروا

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲۰/۵/۵
۱۴۴۳/۱۱/۱۵ھ
جامعہ عبد اللہ بن مسعود

بندہ محمد عاطف عفی عنہ

۲۱ شوال ۱۴۴۳ھ
۲۳ مئی ۲۲ء
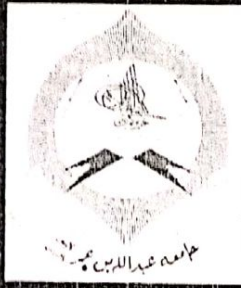
منصورہ، لاہور

Daar-UL-Iftaa
Jamia Abdullah Bin Umar
23km Ferozpur Road Near Kahna Nou
Lahore Pakistan

دارُالافتاء
جامعہ عبداللہ بن عمر
23 کلومیٹر فیروزپور روڈ نزد کاہنہ نو، لاہور پاکستان
0332-8291221 ، 042-35272270

فتوی نمبر: ۵/۲

تاریخ ہجری: ۱۴۴۳/۱۱/۱۵ھ
تاریخ عیسوی: ۲۰۲۲/۰۶/۱۵ء

الجواب حامدًا ومصليًا

واضح ہو کہ سؤال میں مذکور حدیث کی تشریح میں اہل علم کے متعدد اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نسیان سے مراد عمل نہ کرنا ہے۔ یہ قول ابن عیینہ کا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قرآن مجید سارا یا کچھ حفظ کیا ہوا بھولنا مراد ہے، جبکہ اپنی کوتاہی سے بھولے یہ قول شافعیہ کا ہے اور احوط ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے۔ یہ قول حنفیہ کا ہے اور اوسع ہے۔ اور حنفیہ کے بعض علمائے محققین فرماتے ہیں کہ ناظرہ خواں کا بھولنا یہ ہے کہ دیکھ کر نہ پڑھ سکے، اور حافظ کا بھولنا یہ ہے کہ جس درجے کا یاد تھا اس درجے کا یاد نہ رہے، یعنی یاد میں معتد بہ فرق آجائے۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے یاد میں کمی آجانا اس حدیث کی وعید میں داخل نہیں۔ جیسے مثلاً بڑھاپے یا بیماری یا گھر بار کے ضروری کام کاج کی مصروفیت کی وجہ سے حفظ کچا ہو جانے پر وعید نہیں۔ مذکورہ بالا تفصیل کو پیش نظر رکھتے ہوئے احتیاط اس میں ہے کہ قرآن مجید کا سبق آگے یاد کرنے اور پچھلا یاد کیا ہوا دہرانے میں اپنے وقت کے لحاظ سے توازن رکھا جائے، اور پابندی سے تلاوت کر کے یاد کیے ہوئے کی پختگی میں معتد بہ فرق نہ آنے دیا جائے اور اپنے اعمال بھی شریعت کے مطابق رکھے جائیں۔ اس طرح سب اقوال پر عمل ہو جائے گا اور کوئی خطرہ نہ رہے گا۔ اگر کوئی شخص اس احتیاط پر عمل نہیں کرتا اور جس درجے کا یاد کیا ہے، اپنی کوتاہی کی وجہ سے اس درجے کا یاد نہیں رکھتا، لیکن اس حد تک بھی نہیں پہنچتا کہ دیکھ کر بھی نہ پڑھ سکے، تو حنفیہ کے مشہور قول کی رو سے ایسا شخص اس حدیث کی وعید میں داخل نہیں، اگرچہ ایسا کرنا اچھا بھی نہیں۔ یہ نعمت کی ناقدری ہے۔ لہذا گھر بار کے ضروری کام کاج سے فارغ وقت کو دہرانے اور آگے یاد کرنے میں مناسب طور پر تقسیم کر کے حفظ کرنا جاری رکھیں، اگرچہ تاخیر سے مکمل ہو۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُورُ أُمَّتِي أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي، فَلَمْ أَرَ أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا» (سنن أبي داود : كتاب الصلاة، باب في كنس المسجد، 1/126 ، 461 ، ت :محيي الدين عبد الحميد)

في فيض القدير للمناوي : 313/4 ، 314

وتعقبه الترمذي بأنه غريب لا يعرف إلا من هذا الوجه فإنه ذاكر به البخاري فلم يعرفه واستغربه وقال: لا أعرف للمطلب سماعا من أحد من الصحابة اه وقال القرطبي: الحديث غير ثابت وأنكر ابن المديني كون المطلب سمع من أنس وقال ابن حجر: في إسناده ضعف لكن له شواهد وقال الزين العراقي: استغربه البخاري لكن سكت عليه أبو داود .

وفي مرعاة المفاتيح : 430/2

وقال المنذري بعد نقل كلام الترمذي هذا: وفي إسناده عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد الأزدي، وثقة يحيى بن معين، وتكلم فيه غير واحد- انتهى. قلت: ووثقة أيضا أحمد وأبوداود والنسائي كما في تهذيب التهذيب. وقال الحافظ في بلوغ المرام: وصححه ابن خزيمة.

وفي مرقاة المفاتيح : 605/2

فإن قلت: النسيان لا يؤاخذ به، قلت: المراد تركها عمدا إلى أن يفضي إلى النسيان . .....

قال الطيبي: وإنما قال: أوتيها دون حفظها إشعارا بأنها كانت نعمة جسيمة أولاها الله ليشكرها، فلما نسيها فقد كفر تلك النعمة، فبالنظر إلى هذا المعنى كان أعظم جرما، وإن لم يعد من الكبائر، واعترضه ابن حجر وقال: قول الشارح وإن لم يعد من الكبائر عجيب، مع تصريح أئمتنا بأن نسيان شيء منه ولو حرفا بلا عذر كمرض وغيبة عقل كبيرة ا هـ.. والنسيان عندنا أن لا يقدر أن يقرأ بالنظر، كذا في شرح شرعة الإسلام.

وفي شرح الزرقاني على الموطأ : 11/2

وقال ابن عيينة: النسيان المذموم هو ترك العمل به وليس من انتهى حفظه وتفلت منه بناس له إذا عمل به، ولو كان كذلك ما نسيﷺ شيئا منه، قال تعالى: {سنقرئك فلا تنسى} {سنقرئك فلا تنسى - إلا ما شاء الله} [الأعلى: 6 - 7] وقالﷺ: " «ذكرني هذا «ذكرني هذا آية أنسيتها» ". قال ابن عبد البر: وهذا معروف في لسان العرب، قال تعالى: {نسوا الله فنسيهم} [التوبة: 67] وقال تعالى: {فلما نسوا ما ذكروا به} أي تركوا .

عن سعد بن عبادة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما من امرئ يقرأ القرآن، ثم ينساه، إلا لقي الله عز وجل يوم القيامة أجذم» (سنن أبي داود : كتاب الصلاة ، باب التشديد فيمن حفظ القرآن ثم نسيه ، 75/2 ، 1474 ، ت : محيي الدين الدين عبد الحميد)

وفي شرح أبي داود للعيني : 388/5

ويزيد بن أبي زناد: الهاشمي مولاهم الكوفي، كنيته: أبو عبدالله، ولا يحتج بحديثه.

وعيسى بن فائد- بالفاء. روى عن: سعد بن عبادة، وقيل: عن رجل من خزاعة. وروى عنه: يزيد بن أبي زناد، قال علي بن المديني: لم يرو عنه غيره، وقال عبد الرحمن بن أبي حاتم: عيسى بن فائد. روى عمن سمع سعد بن عبادة , فالحديث على هذا منقطع مع ضعفه.

وفي المرقاة : 1502/4

" ما من امرئ يقرأ القرآن ثم ينساه "، أي بالنظر عندنا، وبالغيب عند الشافعي، أو المعنى ثم يترك قراءته نسي أو ما نسي .

وفي مرعاة المفاتيح : 280/7

قال في اللمعات: ظاهر الحديث نسيانه بعد حفظه فقد عد ذلك من الكبائر. وقيل: المراد به جهله بحيث لا يعرف القراءة. وقيل: النسيان يكون بمعنى الذهول وبمعنى الترك وهو ههنا بمعنى الترك أي ترك العمل وقراءته. قلت: المتبادر من النسيان الواقع في هذا الحديث وأمثاله هو النسيان بعد الحفظ عن ظهر القلب فهو المراد منه .

وفي الفتاوى الهندية : كتاب الكراهية ، الباب الرابع ، 317/5

إذا حفظ الإنسان القرآن ثم نسيه فإنه يأثم، وتفسير النسيان أن لا يمكنه القراءة من المصحف .

وفي رسائل ابن نجيم (الرسائل الزينية في مذهب الحنفية) : ص 365

قالوا المراد بنسيان القرآن الذي هو كبيرة أن لا يقدر على القراءة من المصحف لا أن ينسى حفظه عن ظهر قلب .

وفي مطالب أولي النهى شرح غاية المنتهى للرحيباني الحنبلي : 605/1

الإمام (أحمد: ما أشد ما جاء فيمن حفظه ثم نسيه قال أبو يوسف يعقوب) ، صاحب الإمام أبي حنيفة (في معنى حديث نسيان القرآن: المراد بالنسيان: أن لا يمكنه القراءة في المصحف) ، وهو من أحسن ما قيل في ذلك. (ونقل ابن رشد المالكي الإجماع على أن من نسي القرآن لاشتغاله بعلم واجب أو مندوب، فهو غير مأثوم) .

وفي حاشية بذل المجهود : 302/2

قال صاحب المنهل: اختلف فيه العلماء . فذهب مالك إلى أن حفظ الزائد عما تصح به الصلاة مستحب فنسيانه مكروه . وذهب الشافعي إلى أن نسيان كل حرف منه كبيرة .
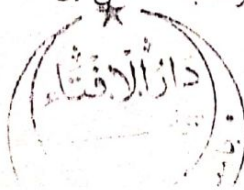
وظاهر مذهب الحنابلة إلى أن نسيانه من الكبائر . وقالت الحنفية نسيانه كله أو بعضه ولو آية كبيرة .

ملفوظات حکیم الامت:194/23

ایک صاحب نے پوچھا کہ قرآن کس درجہ کے بھولنے پر وعید ہے؟ فرمایا کہ جس درجہ کا یاد تھا اس درجہ میں یاد نہ رہے تو داخل وعید ہے۔

اصلاح انقلاب امت:1/39،40، حضرت تھانوی قدس سرہ

دوسری کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بہت لوگ پڑھتے پڑھاتے ہیں، مگر پڑھ کر پھر اس کا نام تک نہیں لیتے بلکہ ان میں جو حافظ ہیں وہ فخر کرتے ہیں کہ ہم نے سال بھر تک کھول کر بھی نہیں دیکھا باوجود اس کے ہم نے رمضان میں سنا دیا، اس ناواقفی کی بھی کوئی حد ہے کہ جو بات عیب کی تھی اس کو ہنر سمجھ کر اس پر فخر کیا جاتا ہے؟ ان صاحبوں کو سمجھنا چاہیے کہ مقصود پڑھنے سے تو یہ تھا کہ ہمیشہ اس کی تلاوت سے برکات حاصل کی جائیں، جب یہ نہ ہوا تو پڑھا نہ پڑھا برابر ہو گیا، پھر تجربے سے معلوم ہوا ہے اور ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ قرآنِ مجید نہ پڑھنے سے اس سے ایسی بے مناسبتی ہو جاتی ہے کہ پھر دیکھ کر بھی نہیں چلتا، یہ تو ناظرہ خواں کے بھولنے کی حد ہے، اور حافظ کے بھولنے کی حد یہ ہے کہ حفظ نہ پڑھ سکے، صحیح یہی ہے اور نسیانِ قرآن پر حدیثوں میں وعید شدید آئی ہے، پھر یہ کہ اتنے دنوں کی، کی کرائی محنت جو کہ پڑھنے میں برداشت کی تھی، اس کے ضائع کر دینے کے لیے دل کیسے گوارا کرتا ہے؟

فتاوی رشیدیہ مبوب: ص131، حضرت گنگوہی قدس سرہ

حافظ قرآن کے مدارج مع ترجمہ میں زیادہ ہیں۔ اور بلا ترجمہ میں اس قدر نہیں ہیں اور بھول جانا سارے قرآن کا زیادہ گناہ ہے، اور کم کا کم گناہ۔ اور گناہ وہ بھولنا ہے جو اس بھولنے والے کی کم توجہی اور بے اعتنائی سے ہو۔ اور اگر کسی مجبوری یا مرض سے ایسا ہو تو مضائقہ نہیں۔

فتاوی محمودیہ:7/184،185، دارالاشاعت

وہ وعید (قرآن مجید بھلانے کی) اس وقت ہے کہ دیکھ کر پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو۔ بذل المجہود۔

ومثلہ فی فتاوی عثمانی:1/199۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله تعالىٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح
بندہ محمد یحییٰ عفی عنہ

محمد نوید خان عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن عمر، لاہور

دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن عمر
فتویٰ نمبر 2/45
مورخہ 14/11/15

محمد طارق محمود عفی عنہ
محمد طارق محمود عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ عبداللہ بن عمر لاہور

14 ذی قعدہ 1443ھ

14 جون 2022م